ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 4, Issue 4(b), 2025 ISSN-L (Online): 3006-6638

تبصرہ کتاب "الجہاد فی الاسلام از "سید ابو الاعلیٰ مودودی"

Book Review "AL Jihad Fil Islam BY Syed Abu AL Ala Mododi"

Waqar Ahmed
Zf8810150@gmail.com
Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia M.Y. University Islamabad,
Visiting Lecturer University of Kotli Azad Kashmir.

Bushra Subhan
Bushra.furqan@myu.edu.pk
Associate Professor, Institute of Islamic Studies and Sharia M.Y. University Islamabad.

Muhammad Kafeel
Kafeelm39@gmail.com
M.Phil Scholar Mirpur University of Science and Technology Mirpur
Corresponding Author: * Bushra Subhan Bushra.furqan@myu.edu.pk
Received: 13-10-2025 **Revised:** 16-11-2025 **Accepted:** 25-11-2025 **Published:** 05-12-2025

ABSTRACT

Al-Jihad fi al-Islam by Abul A'la Maududi presents a comprehensive study of the concept, principles, and practical application of Jihad in Islam. The author emphasizes that Jihad is not limited to armed struggle but includes all efforts against oppression, injustice, and moral corruption, in accordance with Islamic teachings. The book explores historical examples from the life of the Prophet Muhammad and the Rashidun Caliphate, including the Conquest of Makkah, the Battle of Badr, and campaigns against apostate tribes, illustrating the ethical and societal dimensions of Jihad. Maududi also critically addresses the misconceptions propagated by Orientalist scholars such as D. S. Margoliouth, William Muir, T. W. Arnold, and Reinhart Dozy, clarifying that Islam's concept of Jihad is primarily reformative and moral, not aggressive or imperialistic. Finally, the book emphasizes the importance of ethical conduct, social reform, and the establishment of justice as core objectives of Jihad, highlighting Islam's vision for a just and peaceful society.

Keywords: *Jihad, Islam, Social Reform, Justice, Orientalist Critiques, Ethical Warfare*

اسلام کے تصورِ جہاد کو مغربی مفکرین اور جدید میڈیا نے اکثر عسکری تشدد کے مترادف قرار دیا ہے۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی کتاب الجہاد فی الاسلام اس مغالطے کا جامع علمی رد ہے۔ زیرِ نظر آرٹیکل میں کتاب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے جہاد کے لغوی و اصطلاحی مفہوم، اس کے اسباب، مقاصد، اخلاقی حدود، اور عصرِ حاضر میں اس کی معنویت کو قرآن، سنت اور تاریخی شواہد کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

اسلام پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ وہ تلوار کے زور پر پھیلا۔ مستشرقین نے جہاد کو محض جنگی سرگرمی قرار دے کر اسلام کو ایک جارح مذہب کے طور پر پیش کیا۔ مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے الجہاد فی الاسلام تصنیف کر کے نہ صرف اس اعتراض کا مدلل جواب دیا بلکہ جہاد کے اسلامی تصور کو ایک ہمہ جہت اصلاحی جدوجہد کے طور پر واضح کیا۔

الجہاد فی الاسلام سے کتاب اسلام کا نظام جہاد اور اس پر جو اعتراضات کیے گئے انکا بہترین اندار میں جائزہ لیا گیا۔ اس میں مولانا نے اس بات کو باور کرانے کی کوشش کی کہ مسلمان کی تلوار صرف ظلم مٹانے کے لیے آئی ہے اور قرآن نے اسکی حمایت کی جہاں مظلوم ہوا وہاں مسلمان کی تلوار اس کی مدد کے لیے آئی نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی مظلوموں پر ہونے والے مظالم کو دور کرنا تھا۔ خاص طور جو مستشرقین تھے ان کے اعتراضات کا جائزہ لیا اور اس کا رد کیا اس لحاظ سے یہ کتاب ایک بہترین کتاب ہے جو اسلام کے نظام جہاد کو بہترین انداز میں بیان کرتی ہے۔

INTRODUCTION

مولانا مودودیؒ کا تعارف اور علمی مقام:

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (1903–1979) برصغیر کے ممتاز اسلامی مفکر، مفسر اور اسلامی تحریک کے بانی تھے۔ آپ کی تحریروں کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ قرآن وسنت پر مضبوط استدلال رکھتی ہیں جدید فکری چیلنجز کا جواب دیتی ہیں۔ آپ نے تفہیم القرآن جیسی ایک عظیم تفسیر بھی لکھی جو ایک شاہکار ہے مولانا مودودی نے اپنی زندگی میں دو طرح کا دور گزارا ہے یک غلامی کا دور دوسرا آزادی کا آپ کی فکر میں جو آپ کی کتابیں پڑھ کر ایک قاری کو چیز سمجھ آتی ہے وہ یہ کہ آپ نظریاتی وفکری طور پر ایک پختہ شخصیت تھیں۔[i]

زیر نظر کتاب الجہاد فی الاسلام ایک انتہائی اعلی معیار کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں اسلام کو ایک مکمل نظام حیات کے طور پر پیش کرتی ہیں الجہاد فی الاسلام آپ کی ابتدائی تصنیف ہے، مگر فکری پختگی کا شاہکار ہے۔ اس میں اسلام کا نظام جہاد کیا ہے اسکی وضاحت اور جو دور غلامی میں مسلم سکالرز میں فکری جمود تھا اس کو آپ نے آکر توڑا۔ مسلمانوں کو جو شکوک مختلف کتابیں لکھ کر انکو ان کے دین کے متعلق بے زار کیا جارہا تھا آپ نے اس فکر کو توڑا اسکو دور کیا۔

کتاب کے تصنیفی اسباب:

یہ کتاب اس دور میں لکھی گئی جب استعمار اسلامی دنیا پر قابض تھا خلافتِ عثمانیہ زوال پذیر ہو چکی تھی مغرب اپنی جنگوں کو "مہذب" اور اسلامی جہاد کو "وحشی" قرار دے رہا تھا مولانا مودودیؒ نے اس دوہرے معیار کو بے نقاب کرنے کے لیے یہ کتاب تحریر کی۔[ii] اور اس کتاب کو ایسے انداز میں لکھا کہ ان کے وحشیانہ پن کی وضاحت کی گئی کہ کیسے انہوں لوگوں کا خون بہایا اور کتنی انسانیت انکی وجہ سے قتل ہوئی دربدر ہوئی ان سب چیزوں کو انہوں نے تقابلی انداز میں بیان کیا۔ اسلام کا تصور جہاد اور پھر مغرب کا تصور جنگ اور ان کو جو سمجھنے میں غلطی ہوئی یا تعصب کی بناء پر جو انہوں نے پیش کیا اس کی وضاحت مولانا مودودی نے کی ہے۔

دیگر اہم تصانیف:

سب سے پہلے آپکی مشہور زمانہ تفسیر **تفہیم القرآن** قابل ذکر ہے جو ایک انتہائی جامع تفسیر ہے اس تفسیر کا تعلق تفسیر بالرائے سے متعلق ہے آپ نے اس میں دور جدید کے مسائل اسلام پر غیروں کے جو بھی اعتراضات ہیں انکو ذکر کیا۔

خلافت وملوکیت یہ بھی ایک شاہکار ہے جس میں اسلام کا نظام حکومت بیان کیا گیا اس میں جو جدید دور میں نظام بادشاہی واقرباء پروری ہے اس پر تنقید کی گئی اور اس کا حل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کیا گیا۔

پردہ یہ کتاب بھی ایک بہترین کتاب ہے جو ایک انتہائی اہم موضوع جو آج کے زمانے سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اسلام کا جو پردے کا نظام ہے اسکو بیان کیا گیا کہ اللہ کریم نے پردہ کے احکامات کیوں نازل کیے ان سب باتوں کا جواب آپ نے اپنی اس کتاب میں دیا

اس کے علاوہ **پاکستان میں شریعت کا نفاذ اور اسلامی قانون کی وضاحت** مولانا یہ چاہتے تھے کہ جیسا ہمارے آباؤ اجداد نے ایک مملکت اسلامی کے لیے قربانیاں دی ہیں اس میں اسلام کا نفاذ کیسے ممکن ہے مولانا نے اس پر بہت زور دیا اور اس کے لیے اپنی جماعت اسلامی بھی بنائی اور بہت زیادہ جد وجہد کی۔

تنقیحات یہ بھی سید ابو الاعلی مودودی کی بہترین کتاب ہے جو اسلام کے ابھرتے ہوئے موضوعات کو انھوں نے اس مین قلم بند کیا اور منکرین و معترضین کو جوابات دیے۔

ابواب کا اجمالی تعارف:

باب اوّل: جہاد کا نظریہ، معنی اور مفہوم اسلام میں جہاد کے معنی، لغوی اور اصطلاحی تشریح، اور اس کی حقیقت سے اختلافات کا جائزہ۔

اجمالی تعارف

"جہاد" کو صرف قتال تک محدود سمجھنے کے تسلیم شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ جہاد کی اصل تعریف: ظلم، جور اور باطل طاقتوں کے خلاف حق وانصاف کا پر امن یا مسلح مقابلہ قرآن وسنت کی روشنی میں جہاد کے معنوی، اخلاقی اور عملی پہلوؤں کی وضاحت۔

باب دوم:

دفاعی جنگ (مدافعانہ جہاد)

وہ صورتیں جب مسلمان دفاع کے حق میں جہاد کر سکتے ہیں۔

مسلمانوں پر ظلم، تجاوز یا تختۂ مشق بنانے کی صورت میں دفاع کی اجازت ظلم و ستم کے خلاف دفاعِ ذات و حق اور امن کی بحالی اندرونی دشمنوں، امن کی خلاف ورزی کرنے والوں یا مظلوم مسلمانوں کی حمایت کی وجوہات اسلام میں دفاع کے اخلاقی اور قانونی ضوابط�۔

باب سوم: مصلحانہ جنگ (اجتماعی فریضہ)

وہ صورتیں جن میں جنگ ظلم وفساد کو ختم کرنے، معاشرے میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے ضروری ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی حقیقت فساد وفتنہ کے خلاف اجتماعی ذمہ داری ظلم کے نظام کو جڑ سے مٹانے کے اسلامی اصول اسلام کی تعریفِ ارتقا اور اس کے نظامِ معاشرت میں انقلاب۔�

باب چہارم: اشاعتِ اسلام اور تلوار

وہ حالات جن میں اسلام کی اشاعت دفاع کے علاوہ ضرورتِ دین کے لیے قتال کے اصول پیدا کرتے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کے اصول و طریق حق و باطل کی حدود، اسلامی نظام کی طرف دعوت جبکہ دشمنانہ مخالفت ہو، اسلام کی اشاعت میں نہ صرف نصیحت بلکہ بعض مواقع پر قوت کا کردار واضح کرنا۔

اُصولِ جنگ و ضوابط:

اسلامی قانونِ جنگ، جنگ کے دوران عام لوگوں، عورتوں، بچوں، مزدوروں وغیرہ کے حقوق

مسلمانوں کو حکمِ قتال دینے کے ضوابط جنگ کے دوران ضابطہ اخلاق، انصاف اور رحم دلی کے اصول محاصرہ، معاہدہ، سلامتی امن کے معاملات�۔

تاریخی پس منظر اور تقابلی جائزہ:

اسلامی تصورِ جہاد کا تاریخی تقابل دیگر مذاہب و تہذیبوں سے اسلام سے پہلے اور دیگر مذاہب میں جنگ کے فلسفے کا مختصر جائزہ مغرب، ہندومت، عیسائیت، یہودیت وغیرہ کے جنگی قوانین کا تقابلی مطالعہ اسلام میں انصاف، امن، اور ضابطۂ جنگ کی ممیز خصوصیات �

اخلاقی اور فلسفیانہ جہت:

جہاد کے اخلاقی، فکری اور انسانی بنیادیں

ظلم وستم کے خلاف جہاد کو قرآنی اخلاقی فریضہ کے طور پر پیش کرنا مسلم معاشرے کے لئے عدل، امن اور اصلاح کا نظریہ

جہاد کو ایک انسانی، اخلاقی، سماجی اور عقلی ضرورت قرار دینا۔

اسلامی جہاد کا مجموعی تصور، مقاصد، حدود و ضوابط اسلام میں جہاد صرف جنگ کا نام نہیں اسے ظلم، جور، فسادات، اور باطل طاقتوں کے خلاف قرآنی، اخلاقی اصول کے تحت جدوجہدِ حق قرار دیا گیا۔ جہاد کے مقصد میں امن، عدل اور انسانی حقوق کا تحفظ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

الجہاد فی الاسلام کے مصادر کا تنقیدی جائزہ:

قرآنِ مجید — بنیادی ماخذ

مولانا مودودیؒ نے جہاد کے مفہوم، مقاصد اور حدود واضح کرنے کے لیے سب سے زیادہ قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے، خصوصاً:

اسلامی جہاد کی حقیقت:

اسلامی جہاد بنیادی طور پر انسانی جان کے تحفظ کے لیے اس ضمن وہ یہ آیت مقدسہ لیکر آئے ہیں

من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا [iii]

ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کر دیا کہ جس نے ایک فرد کو قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔ اب یہاں پر اس مراد انسانی جان کی حرمت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ ایک انسان کی جان کی حرمت کتنی ہے۔ گویا ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا۔

ظلم وفتنہ کے خلاف جدوجہد:

وقاتلوھم حتّٰی لاتکون فتنۃ ویکون الدین للہ [iv]

اور ان سے اس وقت تک جہاد کرو جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے اور پورا دین اللہ کا نہ ہو جائے۔ اب یہاں یہ آیت لانے کا مقصد یہی بتایا گیا ہے کہ جہاد کا مقصد فتنے کا خاتمہ ہے اور اگر عہد نبوی سے لیکر مسلمانوں کے تاریخ کا اگر بغور مطالعہ کیا

جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کے جہاد کا مقصد صرف اور صرف فتنے کا خاتمہ ہوتا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

وہ آیات کو محض نقل نہیں کرتے بلکہ سیاق و سباق بیان کرتے ہیں نزول کے حالات کو ملحوظ رکھتے ہیں آیات کو مجموعی قرآنی فکر کے ساتھ جوڑتے ہیں

قرآن کو اصل بنیاد بنانا کتاب کو دینی اعتبار سے مستند بناتا ہے موضوعی تفسیر کا اچھا نمونہ ہے مگر بعض مقامات پر مولانا مودودیؒ کی تعبیر تفسیری روایت کے بجائے فکری و انقلابی زاویے سے ہوتی ہے۔ جو دیگر مفسرین کے مقابلے میں یہ الگ چیز دکھائی دیتی ہے۔ آپ اس حوالے سے کسی بھی مفسر کی رائے کو نقل کرنے کے بجائے اپنی رائے کو ہی بیان کرتے ہیں اور آیت کے ظاہری معنی پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

احادیثِ نبوی ﷺ

دوسرا بڑا ماخذ احادیث نبویہ ہے آپ قرآن کے بعد اسکی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسکا استعمال مولانا مندرجہ ذیل طریقے سے کرتے ہیں۔

من رأى منكم منكرا فليغير بيده فان لم يستطع فبلسانه------[v]

تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے وہ اسے ہاتھ سے روکے اگر اسکی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ اسے زبان سے روکے اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو اسکو دل برا خیال کرے اور یہ سب سے ضعیف درجہ ایمان ہے۔

ثلثة انا خصمهم يوم القيامه رجل اعطى بى ثم غدر ،ورجل باع حرا فاكل ثمنه ،ورجل فاستاجر اجيرا فاستوفى منه ولم يعط اجره

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تین بندوں کے بارے اللہ کے ہاں قیامت کے دن جھگڑا کروں گا۔ الی آخر

مولانا مودودیؒ حدیث کو عملی نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جہاد کو محض نظری بحث نہیں رہنے دیتے بلکہ سیرتِ نبویؐ سے جوڑ دیتے ہیں اسلامی قانونِ جنگ کی اخلاقی بنیاد واضح ہوتی ہے۔ کتاب فقہی تخریج حدیث کی اسناد پر تفصیلی بحث کی کتاب نہیں، اس لیے

حدیث کی سندی تحقیق کم ملتی ہے۔ اور آپ روایت نقل کرتے ہیں لیکن اس پر حکم نہیں لگاتے کہ یہ کس درجے کی کتاب ہے اسکی استنادی حثیت کیا ہے۔

فقہ اسلامی:

تیسرا بڑا ماخذ یہ ہے اس مصدر کا استعمال بھی آپ بہترین انداز میں کرتے ہیں۔ اسکا خلاصہ کلام یوں ہے۔

آپ چونکہ فقہ حنفی کہ مقلدین میں سے ہیں اس لیے آپ سب سے پہلے فقہ حنفی کے بنیادی مصادر فقہ سے استفادہ کرتے ہیں جیسے آپ ابتداء کتاب میں جہاد کی فرضیت پر کتاب اللہ و سنت رسول سے فرضیت سے ثبوت کے بعد فقہ اسلامہ کی ایک بڑی کتاب سے فتاوٰی شامی کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ان الجهاد اذا جاء النفير انما يصير فرض عين على من يقرب من العدو فاما من وراءهم ببعدهم بن العدو فهو فرض كفاية عليهم [vi]

جب نفیر ہو تو جہاد فرض عین ان لوگوں پر ہوتا ہے جو دشمن کے قریب ہوں پھر ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ان سے دور ہوں یعنی دور والوں کے لیے فرض کفایہ ہوگا۔

مودودیؒ کلاسیکی فقہ سے استفادہ تو کرتے ہیں مگر اسے جامد قانون نہیں بلکہ حرکی اصول کے طور پر پیش کرتے ہیں۔فقہ کو زندہ روایت کے طور پر پیش کیا جہاد کو غیر منظم گروہی عمل کے بجائے ریاستی نظم سے جوڑا۔ جس سے جہاد کی اہمیت واضح ہوئی۔

لیکن وہ بعض اوقات فقہی مکاتب (حنفی، شافعی وغیرہ) کے اختلافات کی تفصیل بیان نہیں کرتے ان کی تعبیر زیادہ نظری و اصولی ہے، خالص فقہی جزئیات کم ہیں۔

سیرت اور تاریخ اسلام:

سیرت نبوی ﷺ سے یہ

- عہدِ نبویؐ کی جنگیں
- خلفائے راشدین کا طرزِ عمل
- اسلامی فتوحات کا پس منظر
- غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ

وہ تاریخی واقعات سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ:

اسلام کی جنگیں جبر یا توسیع پسندی کے لیے نہیں بلکہ ظلم کے خاتمے اور عدل کے قیام کے لیے تھیں

تنقیدی جائزہ:

تاریخ کو نظری بحث کے ثبوت کے طور پر پیش کیا اسلامی تاریخ کو دفاعی اور اخلاقی زاویے سے پڑھنے کی کوشش کی اس میں مولانا مودودی نے اپنے دین کے زاویے کو ہمیشہ ہی بلند ثابت کیا۔ لیکن بعض مقامات پر تاریخی پیچیدگیوں کو سادہ بنا دیا گیا ہے۔ بجائے انکے کہ انکو بیان کیا جاتا تاکہ مستشرقین کے اعتراضات دور ہوتے انکو سرسری طور ہی بیان کیا گیا اور انکو صرف نظر کیا گیا۔

مستشرقین کی تنقیدات کا ذکر ہے، مگر ان کے اصل ماخذوں کا تفصیلی حوالہ کم ہے شاید اسکی ایک بنیادی وجہ یہ بھی رہی کہ کتاب ایک بہت بڑی ضخیم ہو جاتی اس لیے انہوں نے اس کام سے دوری اختیار کی۔

مغربی سیاسی و جنگی نظریات کو مولانا مودودیؒ نے تقابلی انداز میں ذکر کیا اور یورپی قوم پرستی اور سامراجی جنگیں انکو وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور ساتھ انکی وجوہات بھی بیان کی کہ انکی بنیادی وجہ کیا ہوتی تھی یقیناً انکی بنیادی وجہ نسلی برتری و تعصب ہی ہوتا تھا جسکی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے تھے۔

جدید ریاستوں کی جنگی اخلاقیات۔

وہ دکھاتے ہیں کہ جدید دنیا بھی طاقت کے استعمال کو جائز سمجھتی ہے، مگر اخلاقی بنیاد کمزور ہے۔ جیسے یورپ کی جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں وہ ان میں لاکھوں لوگوں کی تباہی ہوئی لاکھوں لوگ بے گھر ہوئے انکا مقصد اپنی انا کی تسکین اور لوگوں کی ذلت تھا جو پورا ہوا۔

تنقیدی جائزہ:

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کی تصنیف الجہاد فی الاسلام برصغیر کی اہم علمی و فکری کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب میں مولانا مودودیؒ نے جہاد کے اسلامی تصور کو قرآن و سنت اور سیرتِ نبویؐ کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے مستشرقین اور مغربی

مفکرین کے ان اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے جن میں اسلام کو تلوار کا مذہب قرار دیا جاتا تھا۔ تاہم اس کتاب پر بعض اہلِ علم نے تنقیدی تبصرے بھی کیے ہیں جن کا علمی جائزہ ضروری ہے۔

تنقیدی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو بعض ناقدین کے مطابق مولانا مودودیؒ نے جہاد کے تصور کو ایک انقلابی اور سیاسی جدوجہد کے طور پر زیادہ نمایاں کیا ہے، جس سے بعض قارئین کے ذہن میں یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کا بنیادی مقصد سیاسی غلبہ ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ کتاب میں روحانی اور اصلاحی جہاد کے پہلو نسبتاً کم بیان ہوئے ہیں، حالانکہ احادیث میں نفس کے خلاف جدوجہد کو بھی بڑی اہمیت دی گئی ہے۔

اسی طرح کچھ ناقدین یہ بھی کہتے ہیں کہ مولانا مودودیؒ نے تاریخی واقعات اور سیرت کے بعض پہلوؤں کو اپنی فکری تعبیر کے مطابق پیش کیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے قرآن، حدیث اور تاریخ سے دلائل دیے ہیں، لیکن بعض جگہوں پر حوالہ جات کی تفصیل نسبتاً کم ملتی ہے جس کی وجہ سے جدید تحقیقی معیار کے مطابق مزید وضاحت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اس کے باوجود مجموعی طور پر دیکھا جائے تو الجہاد فی الاسلام ایک اہم دفاعی اور فکری تصنیف ہے جس نے بیسویں صدی میں اسلام کے تصورِ جہاد کو سمجھانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس کتاب نے مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا اور مسلمانوں کو یہ باور کرایا کہ جہاد محض جنگ نہیں بلکہ ظلم کے خاتمے اور عدل کے قیام کے لیے ایک جامع جدوجہد ہے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ اس کتاب میں بعض علمی نکات قابلِ بحث ہیں، لیکن اسلامی فکر اور جدید دور میں جہاد کے تصور کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب ایک اہم اور مؤثر علمی کاوش ہے۔

مودودیؒ صرف نقلی دلائل پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ:

سب سے پہلے مولانا مودودی جہاد کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں کہ جہاد کا معنیٰ کیا ہے کیا یہی معنیٰ جہاد مغرب کے ہاں بھی مشہور ہے اسکی وضاحت کی اور پھر اس کے بعد انہوں نے اسکی مندرجہ ذیل تعریف کی۔

لغوی معنی عربی میں "جہاد" کا مادہ ج-ہ-د ہے، جس کے معنی ہیں: پوری قوت صرف کرنا، انتہادرجے کی کوشش کرنا

اصطلاحی معنی:

مولانا مودودیؒ کے مطابق:

جہاد اللہ کے دین کو غالب کرنے کی وہ منظم جدوجہد ہے جو انسان اپنی جان، مال اور صلاحیتوں کے ساتھ کرتا ہے۔[vii] یہاں پر وہ اس بات کو باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مغرب کا جو تصور ہے جہاد کے حوالے سے اور اسلام کا تصور جہاد بالکل دونوں مختلف ہیں یعنی ان میں کوئی کلی بھی ملتی نہیں اگر انکی بنیاد نہیں ملتی تو پھر ان کا ملاپ کیسے ممکن ہو جائے گا۔ اس لیے اس کی سب سے پہلے مولانا مودودی نے اس امر کو واضح کیا کہ جہاد کی تعریف کیا ہے۔ اس کے بعد قرآن میں جو لفظ جہاد بیان ہوا اسکی بھی وضاحت کی۔

قرآن مجید میں جہاد کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے:

وجاهد هم به جهادا كبيرا[viii]

اور ان کے ساتھ بڑا جہاد کرو اب یہاں جہاد لوگوں کو ذبح کے معنی میں استعمال نہیں ہوا جیسا کہ مغربی مفکرین اس بات کو یہ رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا اس کی بالکل واضح تردید ہو جاتی ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر نہیں پھیلا۔

ایک اور جگہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

والذین جاھدو فینا لنھدینھم سبلنا[ix]

اور جن لوگوں نے ہمارے راستے میں کوشش کی ہم انکو ضرور سیدھا راستہ دیکھائیں گے

اب یہاں جہاد بمعنی کوشش کے استعمال ہوا ہے اس لیے جہاد اور بھی بہت زیادہ معنوں میں استعمال ہوا ہے یہاں بس اسکے کچھ پہلوؤں کو واضح کرنا مقصود تھا۔

جہاد اور قتال میں فرق:

مولانا مودودیؒ اس بنیادی مغالطے کو دور کرتے ہیں کہ:ہر جہاد قتال نہیں قتال جہاد کا ایک جزو ہے وہ واضح کرتے ہیں کہ جہاد فکری بھی ہے اخلاقی بھی سیاسی بھی اور بوقتِ ضرورت عسکری بھی[x] مولانا نے اسلام کا تصور جہاد اور جنگ میں فرق قرار دیا اور اسکی بہت سی مثالیں بھی دیں اور جو اسلام سے قبل جو جنگ کا تصور تھا اسکو بھی واضح کیا۔

قبل از اسلام جنگ کا تصور:

اسلام سے پہلے جنگ ذاتی مفادات کے لیے ہوتی تھی اخلاقی حدود کا تصور نہ تھا کمزور طبقات محفوظ نہ تھے مولانا تاریخی شواہد سے ثابت کرتے ہیں کہ اسلام نے جنگ کو اخلاقیات کا پابند بنایا۔اسلام میں جہاد کا بھی ایک ضابطہ اخلاق ہے جو دوسرے ادیان میں نہیں اس لیے ایسے ضابطہ مقرر کیا جو ایک مثالی ہے۔[xi]

اسلام کا اصلاحی تصور جہاد:

اسلام میں جہاد ظلم کے خاتمے کے لیے ہے انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکالنے کے لیے ہے۔انسان جو محکوم و مظلوم ہیں چاہے انکا تعلق کسی بھی مذہب جماعت سے ہو ان پر ہونے والے جبر کے خاتمے کے لے ہوتا ہے۔اسی کو مولانا واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اسلام جنگ اس لیے نہیں کرتا کہ لوگ مسلمان بن جائیں بلکہ اس لیے کرتا ہے کہ ظلم کا نظام ٹوٹ جائے[xii] یعنی یہاں مولانا اس بات کو واضح کر دیتے ہیں کہ اسلام کا نظام جہاد صرف یہ نہیں کہ لوگوں کو زبردستی کلمہ پڑھایا جائے ان کا دل ہے اگر دین اچھا لگے تو اسکو قبول کریں اگر نہ پسند آئے تو جو مرضی بن کر رہیں

جہاد کے اسباب:

مولانا مودودیؒ کے مطابق جہاد صرف ان صورتوں میں جائز ہے:

- مذہبی آزادی سلب ہو جائے
- ظلم و استبداد مسلط ہو
- دعوتِ حق کو بزورِ طاقت روکا جائے
- مظلوم مدد کے طلبگار ہوں

ومالکم ان لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین[xiii]

اللہ تعالی نے ایک استفہامیہ انداز میں یہ سوال کیا کہ تمھیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کے راستے میں جہاد نہیں کرتے اور کمزور لوگوں کے لیے۔

یعنی یہاں پر مقاصد جہاد بیان کیے جا رہے ہیں کہ جہاد کا بنیادی مقصد ہی کمزوروں کی مدد ہے یعنی جو لوگ کمزور ہیں انکی مدد کرنے والا کوئی نہیں ان کی مدد کے لیے کہا گیا کہ انکی مدد کرو یہ بنیادی مقصد ہے جہاد کا کہ مظلوموں بے یارومددگار لوگوں کی مدد ہو جائے۔

جہاد کے مقاصد

مولانا مودودی نے جہاد کے بنیادی مقاصد قرآن و سنہ کی روشنی میں جہاد کے مندرجہ ذیل مقاصد بیان کیے ہیں۔

- اقامتِ دین
- عدلِ اجتماعی
- انسانی آزادی
- امنِ عالم[xiv]

یہ مقاصد جہاد کو خالص اخلاقی جدوجہد بناتے ہیں۔ اس سے کسی کا نہ حق تلف ہوتا ہے نہ ہی امن عالم کا مسئلہ ہوتا ہے مسلم امہ کا سب سے بڑا نقصان ہی یہی ہوا کہ اقامت دین ختم ہو گئی۔ جو دین کا عدل اجتماعی کا تصور تھا وہ بھی ختم ہو گیا جب ملک میں عدل نہ رہا تو سب معاملہ ہی گڑبڑ ہو گیا کیونکہ عدل ہی بنیادی نقطہ ہے جو کسی بھی عمارت کی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔ اس کے بعد انسان جس غلامی سے آج گزر رہے اس کا تصور شاید پہلے کم تھا جو طاقتور ملک ہے وہ کمزور پر یا تو قبضہ کیا ہوا یا کرنے کی کوشش میں ہے ایسے ہی جب یہ چیزیں ہوں گی تب ہی عدل اجتماعی قائم ہوگا اور امن عالم ہو گا ورنہ امن عالم والی بات بھی ایک بے کار سی بات ہے۔[xv]

اخلاقِ اصولِ جنگ:

مولانا مودودیؒ نے اسلامی اخلاقِ جنگ کو تفصیل سے بیان کیا ہے، جن میں شامل ہیں:

- عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کا قتل حرام
- عبادت گاہوں کا تحفظ
- درختوں اور فصلوں کو نقصان سے بچانا

حدیثِ نبوی ﷺ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، قَالاَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ... عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ امْرَأَةً، وُجِدَتْ، فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَقْتُولَةً، فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.[xvi]

ایک غزوہ میں نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کی نعش دیکھی تو نبی کریم ﷺ نے کسی بوڑھے، بچے اور عورت کو قتل نہ کرو۔ یہاں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی کہ اسلام کا ایک جہاد کا نظام ہے جس کا مقصد قتل نہیں نہ ہی بے دریغ خون بہانا ہے بلکہ اس کا مقصد امن کا قیام ہے آزادی کا قیام ہے اس سے مراد کسی کا قتل بالکل بھی نہیں۔

غیر مسلموں کے ساتھ اسلامی رویہ:

مولانا مودودیؒ واضح کرتے ہیں کہ اسلام زبردستی مذہب تبدیل نہیں کرواتا ذمیوں کے حقوق ریاست کی ذمہ داری ہی معاہدات کی پابندی فرض ہے۔ یعنی معاہدات کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر ہے کہ جو بھی معاہدہ انکے ساتھ کریں اسکی مکمل پاسداری کریں اس فرض کو نبھائیں۔ انکو دین کے قبول کرنے پر مجبور ہرگز نہیں کریں اگر آپ انکو مجبور کریں گے تو آپ اللہ کے ہاں مجرم ہیں۔ انکو دین اگر پسند آتا ہے تو اسکو قبول کریں اگر نہیں آتا تو بے شک نہ قبول کریں ذمی بن کر رہیں غلامی قبول کریں لیکن ان کے ساتھ بطور ریاست مسلمانوں کا جو رویہ ہونا چاہیے وہ اچھا ہونا چاہیے۔

قرآن میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا

لا اکراہ فی الدین[xvii]

دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں یعنی دین کے معاملے میں جبر نام کی کوئی چیز نہیں اگر کسی کو دین پسند آتا ہے تو وہ اسکو قبول کرے اگر اسکو پسند نہین آتا تو وہ نہ قبول کرے دین کی قبولیت کے معاملے میں جبر نہیں البتہ جب وہ اس دین مین داخل ہو گیا پھر وہ اس پر عمل کرنے کے معاملے مین جبر کیا جا سکتا ہے۔

مستشرقین کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ:

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی کتاب الجہاد فی الاسلام میں مستشرقین کے متعدد اعتراضات کا علمی اور تاریخی جواب دیا ہے۔ جیسے منٹگمری واٹ کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نقل کرتے ہیں اسلام ایک جنگی مذہب ہے اور اس کی اشاعت تلوار کے ذریعے ہوئی۔ جس میں وہ مختلف غزوات کا حوالہ دیتا ہے مولانا مودودیؒ اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ اسلام کا مقصد لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانا نہیں بلکہ ظلم اور جبر کے نظام کو ختم کرنا ہے۔ اسلام انسان کو فکری آزادی دیتا ہے تاکہ وہ حق کو سمجھ کر قبول کرے۔ اس میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی کہ اسلام کی اشاعت تلوار کے زور پر ہوئی ہو[xviii]

بعض مستشرقین کہتے ہیں کہ اسلام میں جہاد کا مطلب صرف جنگ اور قتل وغارت ہے۔ مولانا مودودیؒ واضح کرتے ہیں کہ جہاد کا مفہوم صرف جنگ نہیں بلکہ ظلم کے خاتمے اور عدل کے قیام کے لیے جدوجہد ہے۔ جنگ صرف اس وقت کی جاتی ہے جب ظلم کو روکنے کا کوئی اور راستہ باقی نہ رہے۔ اسلام کے اگر پورے غزوات میں دونوں اطراف کے جو لوگ مرے انکا اندازہ لگایا جائے تو یہ بات ہمیں اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اسلام کے جہاد کا مطلب قتل وغارت نہیں بلکہ اسلام کا مطلب امن کا پھیلانا ہے۔[xix]

مولانا مودودی اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسلام پوری دنیا پر سیاسی قبضہ کرنے کے لیے جہاد کا حکم دیتا ہے۔ حالانکہ اسلام کا مقصد دنیا میں عدل، امن اور اللہ کی ہدایت کو غالب کرنا ہے، نہ کہ ظلم یا جبر کے ذریعے سیاسی اقتدار حاصل کرنا۔[xx]

مولانا مودودیؒ نے الجہاد فی الاسلام میں مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل جواب دیتے ہوئے واضح کیا کہ اسلام کا تصورِ جہاد ظلم کے خاتمے، انسانیت کی آزادی اور عدل کے قیام کے لیے ہے، نہ کہ جبر، لوٹ مار یا محض سیاسی غلبہ کے لیے۔

جہاد کے معاملے میں مغربی افکار نے جنگ آزادی کے بعد بہت زہر اگلا اسلام کے جہادی نظام کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اس پر طنز کیا گیا مولانا مودودی نے اس پر بھی سیر حاصل بحث کی مولانا مودودیؒ مغربی مفکرین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ثابت کرتے ہیں کہ:

- یورپی جنگیں استعماری تھیں
- اسلامی جہاد اخلاقی و اصلاحی تھا

اب ان کی کتاب کا یہ خلاصہ ہے کہ یورپ کی جتنی بھی جنگیں تھیں وہ سب کی سب استعماری تھیں لیکن اسلام نے جو نظام جہاد دیا اس میں یہ پہلو بالکل بھی نہیں پایا جاتا تھا۔ اسلام سب سے پہلے امن کا درس دیتا ہے جتنے بھی غزوات ہیں انکا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اسلام کا نظام جہاد سب سے پہلے امن کی طرف بلاتا ہے جتنے بھی غزوات ہوئے

نبی کریم ﷺ سب سے پہلے مخالفین کو یہ کہتے تھے کہ اسلام لے آؤ ہمارا تمہارا جھگڑا ہی ختم لیکن جب وہ لڑنے کے لیے آتے تھے تب یہ معاملات جہاد کی طرف جاتے۔

اسلوبِ نگارش اور تحقیقی اہمیت

کتاب کا اسلوب

منطقی استدلالی سادہ مگر عمیق یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب جامعات میں بطور حوالہ استعمال ہوتی ہے اسلامی سیاسی فکر کی بنیاد سمجھی جاتی ہے مولانا مودودیؒ نے کتاب میں ہر مسئلے کو دلائلِ شرعیہ (قرآن وسنت) سے ثابت کیا ہے فقہی و تاریخی مواد کو منطقی ترتیب سے پیش کیا ہے جذباتیت کے بجائے عقل و نقل کا امتزاج رکھا ہے یہ اسلوب کتاب کو محض خطیبانہ تحریر بننے سے بچاتا ہے قرآنی منہج سے ہم آہنگ اسلوب بیان کیا ایسے ہی طرز پر پہلے اصول بیان کیے جاتے ہیں پھر تشریح و تطبیق آخر میں اعتراضات کا جواب یہ ترتیب قرآن کے استدلالی اسلوب سے مشابہ ہے۔ مصنف کا لہجہ شائستہ، مہذب اور اصلاحی ہے مخالف نظریات پر تنقید کے باوجود تلخی یا اشتعال نہیں ملتا۔ آپ جو بھی بات کرتے ہیں اس کے ساتھ آپ مثال بھی بیان کرتے ہیں۔اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت مثالی اور توضیحی انداز ہے۔ مولانا مودودیؒ مشکل نظریاتی مسائل کو سمجھانے کے لیے مثالیں اور تاریخی واقعات بیان کرتے ہیں تاکہ قاری کو بات آسانی سے سمجھ آجائے۔ مثلاً وہ جہاد کے مقصد کو واضح کرتے ہوئے ایک مثال دیتے ہیں کہ اگر کسی معاشرے میں ایک ظالمانہ حکومت لوگوں کو حق سننے اور قبول کرنے کی آزادی نہ دے تو اس ظلم کو ختم کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔اس مثال کے ذریعے وہ یہ واضح کرتے ہیں کہ اسلام کا جہاد لوگوں کو مجبور کرنے کے لیے نہیں بلکہ ظلم کے خاتمے کے لیے ہوتا ہے۔

اسی طرح مولانا مودودیؒ سیرتِ نبویؐ سے مثال دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تیرہ سال تک دعوت اور صبر کا طریقہ اختیار کیا اور جنگ کی اجازت اس وقت ملی جب ظلم حد سے بڑھ گیا۔ اس مثال سے وہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام میں جنگ آخری چارۂ کار ہے، اصل مقصد اصلاح اور عدل کا قیام ہے۔[xxi]

تقابلی اسلوب:

مولانا مودودیؒ نے اسلامی تصورِ جہاد مغربی و مستشرقی نظریات کا تقابلی تجزیہ کیا ہے، جس سے قاری میں تنقیدی شعور پیدا ہوتا ہے

اسلام کا امتیازی پہلو واضح ہوتا ہے۔ سادہ مگر بلیغ زبان کا استعمال کیا اگرچہ موضوع پیچیدہ ہے، مگر زبان عام فہم اصطلاحات واضح، جملے متوازن ہیں، جو قاری کو بوجھل محسوس نہیں ہونے دیتیں۔ جہاد کے موضوع پر بنیادی ماخذ الجہاد فی الاسلام جہاد کے فقہی، اخلاقی اور سیاسی پہلوؤں تاریخی پس منظر عملی اطلاق کو یکجا کرتی ہے، اس لیے یہ کتاب جہاد کے موضوع پر بنیادی تحقیقی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا مودودیؒ اسلامی جہاد اور غیر اسلامی جنگوں کا تقابل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دنیا کی اکثر جنگیں قومیت، اقتدار، زمین یا مال کے حصول کے لیے لڑی جاتی ہیں، جبکہ اسلام میں جہاد کا مقصد ظلم کا خاتمہ اور عدل کا قیام ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ دنیا کی عام جنگیں قومی مفاد، توسیعِ سلطنت اور معاشی فائدے کے لیے ہوتی ہیں، لیکن اسلام کا جہاد ان مقاصد کے لیے نہیں بلکہ اس لیے ہے کہ زمین سے ظلم اور فساد کا خاتمہ ہو اور انسان کو اللہ کی بندگی کی آزادی حاصل ہو۔[xxii]

اس تقابل کے ذریعے مولانا مودودیؒ یہ واضح کرتے ہیں کہ اسلامی جہاد کا مقصد عام جنگوں کی طرح ذاتی یا قومی مفاد نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور اصلاحی مقصد ہے۔

تنقیدی تجزیہ:

مثبت پہلو

- جامع تصورِ جہاد
- مضبوط قرآنی استدلال
- مغرب کا مدلل رد
- قابلِ بحث پہ
- بعض مقامات پر انقلابی لہجہ
- جدید بین الاقوامی قانون سے مزید تطبیق کی گنجائش

عصرِ حاضر میں معنویت:

آج جب جہاد کو دہشت گردی سے جوڑا جا رہا ہے، الجہاد فی الاسلام اسلاموفوبیا کا علمی جواب ہے مسلمانوں کے لیے فکری رہنمائی ہے

مولانا مودودیؒ کی الجہاد فی الاسلام جہاد کے اصل اسلامی تصور کی آئینہ دار ہے اسلام کو امن، عدل اور انسانیت کا علمبردار ثابت کرتی ہے۔ یہ کتاب ہر طالبِ علم، محقق اور داعی کے لیے ناگزیر ہے۔

سفارشات:

جہاد کے صحیح تصور کو عام کیا جائے۔

مولانا مودودی کے مطابق مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں میں جہاد کے بارے میں غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ جہاد کے اصل مقصد اور اس کے اصولوں کو صحیح طور پر واضح کیا جائے۔

جہاد کو ظلم و جبر کے خاتمے کا ذریعہ سمجھا جائے۔

اسلام میں جہاد کا مقصد صرف جنگ نہیں بلکہ دنیا سے ظلم، استحصال اور ناانصافی کو ختم کرنا اور عدل و انصاف کا نظام قائم کرنا ہے۔

اسلامی ریاست کے قیام کی جدوجہد۔

مصنف کے نزدیک جہاد کا ایک اہم مقصد ایسا نظام قائم کرنا ہے جس میں قرآن و سنت کے مطابق عدل، مساوات اور انسانی حقوق کی حفاظت ہو۔

جنگ کے اخلاقی اصولوں کی پابندی۔

مولانا مودودی نے واضح کیا کہ اسلام میں جنگ کے دوران بھی اخلاقی اصولوں کی پابندی ضروری ہے، جیسے:

عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو نقصان نہ پہنچانا

عبادت گاہوں کو تباہ نہ کرنا

ظلم اور زیادتی سے بچنا

دعوت اور اصلاح کو ترجیح۔

اسلام کا اصل طریقہ دعوت، تبلیغ اور اصلاح ہے۔ جہاد اس وقت کیا جاتا ہے جب ظلم یا رکاوٹیں دعوت کے راستے میں حائل ہوں۔

عالمی امن کا قیام۔

مصنف کے مطابق اسلام کا مقصد دنیا میں ایسا نظام قائم کرنا ہے جس میں تمام انسانوں کو انصاف، امن اور آزادی میسر ہو۔

مصادر و مراجع

مائدہ:23

البقرۃ:193

الفرقان،52

العنکبوت،78

البقرہ،256

النساء،75

محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر باب تحریم قتل النساء والصبیان فی الحرب، رقم الحدیث 3051، دار احیاء التراث بیروت، 1987

مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث 49 دار الفکر بیروت، لبنان

رد المختار علی در المختار، علامہ ابن عابدین شامی، 3:218، دار الفکر، بیروت، لبنان

ابن خلدون، المقدمہ، دار الفکر بیروت، 312

ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیمات، ترجمان القرآن لاہور 1_15

سید ابو الاعلیٰ مودودی، الجہاد فی الاسلام، اسلامی پبلیکیشنز لاہور، 7

مودودی، الجہاد فی الاسلام 23

مودودی، الجہاد فی الاسلام، 35

Mohammed and the Rise of Islam Margoliouth

The Life of Mahomet William Muir

The Preaching of Islam T. W. Arnold

:Essai sur l'histoire de l'Islamisme Reinhart Do

---

[i] ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیمات، ترجمان القرآن لاہور1_15

[ii] سید ابو الاعلیٰ مودودی، الجہاد فی الاسلام، اسلامی پبلیکیشنز لاہور، 7

[iii] مائدہ:23

[iv] البقرۃ:193

[v] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، دار الفکر بیروت، لبنان، رقم الحدیث 49

[vi] رد المختاد علی در المختار، علامہ ابن عابدین شامی، 3:218، دار الفکر، بیروت، لبنان

[vii] مودودی، الجہاد فی الاسلام 23

[viii] الفرقان، 52

[ix] العنکبوت، 78

[x] مودودی، الجہاد فی الاسلام، 35

[xi] ابن خلدون، المقدمہ، دار الفکر بیروت، 312

[xii] مودودی الجہاد فی الاسلام، 57

[xiii] النساء، 75

[xiv] مودودی، الجہاد فی الاسلام، 75

[xv] مودودی، الجہاد فی الاسلام، 78

[xvi] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخآری، کتاب الجہاد والسیر باب تحریم قتل النساء والصبیان فی الحرب، رقم الحدیث 3051، دار احیاء التراث بیروت، 1987

[xvii] البقرہ، 256

[xviii] مودودی، الجہاد فی الاسلام، 18

[xix] ایضا

[xx] ایضا

[xxi] مودودی، الجہاد فی الاسلام، 20

[xxii] ایضا، 16